کائنات میں توازن

اور

دِلکشی، رُبُوبیت کا نتیجہ ہے

مؤلف

الحاج قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔کام

تفصیلات طباعت

کتابچہ	کائنات میں توازن اور دِلکشی، رُبُوبیت کا نتیجہ ہے
مؤلف	الحاج قاری محمد ارشاد علی
صفحات	۲۴
اشاعت	اپریل ۲۰۰۸
قیمت	مُفت
اہتمام	صاحبزادہ محمد طاہر علی
ای میل	islahitohfa@gmail.com

تنبیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کائنات میں توازن اور دلکشی، رُبُوبیت کا نتیجہ ہے

کائنات کے ہر ذرّے میں توازن ہے پوری کائنات متوازن تخلیقی نظام پر ہے۔ رحمت الٰہی کا تقاضہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں خوبصورتی ہو، زینت ہو، دلکشی ہو، توازن اور تناسب ہو۔ چنانچہ کائنات کی تخلیق میں سجاوٹ ہے، خوبیاں ہیں، خوبصورتی ہے، کائنات کے مزاج میں اعتدال ہے، اِسکے افعال میں خصوصیت ہے،اِسکی صورت میں حُسن ہے،اِسکی صداؤں میں نغمہ ہے،اِسکی بُو میں مہک ہے قرآن کہتا ہے کہ تعمیر اور تحسین، رحمت الٰہی کا نتیجہ ہے۔مادّہ عَالَم کی کَمِیّت (مقدار) میں اور کیفیت میں اعتدال ہے۔ جسکی وجہ سے سب کچھ خوبی اور کمال کے ساتھ وجود میں آتا ہے۔ وجودِ زندگی، تندرستی، حُسن، خوشبو، نعمہ یہ سب خوبصورتی ہی کا دوسرا نام ہے۔

اللہ کی طرف سے کائنات میں رُبُوبیت کے علاوہ جمال و زِیبَائش کا ہونا ایک مزید اَحسان ہے، گویا قدرت صرف زندگی ہی نہیں بخشی بلکہ زندگی کو حسین اور لطیف بھی بنادی ہے۔

کائنات کی ہر چیز کوئی نہ کوئی خَاصّہ رکھتی ہے اور ہر واقعہ کی کوئی نہ کوئی تاثیر ہے۔ پھر یہ تمام خواص اور مُؤثّرات کچھ اسطرح واقع ہوئے ہیں کہ ہر خَاصّہ ہماری کوئی نہ کوئی ضرورت پوری کرتا ہے اور ہر تَاثِیر ہمارے لئے کوئی نہ کوئی فیضان رکھتی ہے۔ سورج، چاند، ستارے، ہوا، بارش، دریاء، سمندر، پہاڑ ان سب کے خواص

اور فوائد ہیں اور یہ سب ہمارے لئے طرح طرح کی راحتوں اور آرائش کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ﴾ [إبراهيم: ٣٢]

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے بارش برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیئے۔ اور کشتیوں کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ [إبراهيم: ٣٣] اور سورج اور چاند کو تمہارے لیے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔ اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا۔

سطحِ زمین پھولوں اور پھلوں سے لدی ہوئی، تہہ میں میٹھا پانی، گہرائی میں سونا، چاندی، اور خود زمین میں دونوں قسم کی گردشیں، زمین مُسَطَّح (Flat)فرش کی طرح، سمندر کی سطح پر جہاز رانی، تہہ میں مچھلیاں، گہرائی میں موتی، مرجان، زمین پر چوپائے، فضاء میں پرندے، خلاء میں ستارے، اِن سب کا وجود اور اُن کا مقصد، انسان کو فائدہ پہنچانا ہے۔ غذا کیلئے اِن کا دودھ، گوشت،

سواری کیلئے ان کی پیٹھ ، حفاظت کیلئے اِن کی طرف سے پاسبانی، پہنے کیلئے اِن کا اُون اور کھال، یہاں تک کہ ان کے جسم کی ہڈیاں بھی مفید۔

﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾[النحل: ۵]

اور چار پایوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا۔ ان میں تمہارے لیے گرم کپڑے اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔

﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

[النحل: ۸] اور اُسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لیے) رونق وزینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں۔

﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّن جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ﴾ [النحل: ۸۰]

بیماری میں جنگل کی جڑی بوٹیاں ، چھال، پھول، پتے ، ہوا کو خوشبودار کرنے والے رنگ برنگ کے پھول ، دھوپ میں درختوں کے سایے ، آنکھوں کیلئے خوشگوار مناظر وغیرہ، پھر یہی درخت جب پختہ ہو جاتے ہیں تو لکڑی فراہم کرتے ہیں تعمیر کیلئے اور ایندھن کے لیے۔

کائنات ہستی کا ہر گوشہ خوبصورت اور حسین ہے۔ ستاروں کا نظام اِنکی سیر و گردش ، سورج کی روشنی اور اِسکی بو قلمونی ، چاند کی گردش اور اس کا اُتار چڑھاؤ ، فضاءِ آسمانی کی وُسعت اور اِسکی نیرنگیاں، بارش کا راحت بخش سماں اور اُسکے

تغیرات، سمندر کا ہولناک منظر، دریاؤں کی روانی، پہاڑوں کی بلندی، وادیوں کا نشیب، رنگ برنگ حیوانات اور ان کے اجسام، نباتات کی صورت آرائیاں، باغ و چمن کی رَعنائِیاں، پھولوں کی مہک، پرندوں کی نغمہ سنجی (گیت)، صبح کا چہرہ خنداں (ہنستا ہوا)، غرض یکہ تمام تماشہ گاہ ہستی سے حُسن کی نمائش ہو رہی ہے۔

کائنات ہستی میں جو جمال صوری (External beauty) ہے, اِسکے ساتھ جمال معنوی کی بھی بڑی تفصیل ہے۔ کائنات کے اسرار (نظر سے چھپی ہوئی چیزیں)اور باریکیاں بھی بے شمار ہیں، لیکن "روحیوانی کا جوہر ادراک" زندگی کا سب سے زیادہ حل نہیں ہونیوالا مسئلہ ہے۔ حیوانات میں کیڑے مکوڑے میں تک ہر طرح کا احساس اور ادراک (سمجھ، بوجھ) ہے۔

انسانی دماغ کے اندر عقل و تدبّر کا چراغ روشن ہے، یہ قوتِ ادراک، یہ قوت احساس، یہ قوت عمل کس طرح پیدا ہوئی؟

چیونٹی کے دماغ کا حجم سوئی کے ناکے سے کم، لیکن اس میں اِحساس ہے، ادراک ہے، محنت کا جذبہ ہے، استقلال (stability) کا مزاج ہے، ترتیب اور تنظیم کی صلاحیت ہے، صنعت اور اختراع (ایسی چیز دریافت، ایجاد کرنے کا عمل جو پہلے سے خیال میں نہ ہو) کی ساری قوتیں، احتیاط کی پوری تدابیر وغیرہ۔۔۔

اسطرح شہد کی مکھی کو لیں اور دیگر مخلوق کو دیکھ لیں کہ سب میں جمال صوری (ظاہری) کے ساتھ ساتھ حیرت انگیز حد تک جمال معنونی (حقیقی نظارہ) بھی ہے۔ مخلوق کے حالات میں اختلاف، لیکن زندگی کی دلبستگی اور بقاء حیات کی سرگرمیاں سب میں ہیں۔ کارساز فطرت کی یہ کیسی کرشمہ سازی ہے کہ

حالات خلاف ہیں، اشغال مختلف ہیں، لیکن معیشت کی دلبستگی اور سر گرمی سب کیلئے یکساں ہے۔

سرسری تم جہاں سے گزرے
ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا

رَحمت الٰہی کے تحت محنتوں کو خوشگوار بنا دیا

دنیا محنت سرا (تکلیفوں کا گھر) ہے۔﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ﴾

[البلد: ۴] کہ ہم نے انسان کو تکلیف (کی حالت) میں (رہنے والا) بنایا ہے۔

اگر انسان کی تخلیق انسان کے بس میں ہوتی تو وہ اپنی زندگی محنتوں اور مشقتوں اور مصائب سے بھری پسند نہیں کرتا۔ اِس سے ثابت ہوا کہ ایسی تخلیق کا خالق اللہ ہے۔ مَہد سے لَحَد تک (پیدائش سے لے کر موت تک)، لَحَد سے حشر تک، انسان محنت اور مشقت میں ہے یعنی روح کے داخلِ جسم ہونے سے خارجِ جسم ہونے تک حساب وکتاب کی تکلیف میں ہے۔ بچہ کی پرورش، پیدائش سے بڑا ہونے تک ایک ماں کیلئے خواہ وہ انسان ہو، یا حیوان، یا پَرند ہو، یا چرند، یا درند ہو، یا حشرات الارض ہو، کس طرح خود فروشانہ محنتوں اور مشقتوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ اِن محنتوں کو کچھ ایسے جذبات، خواہشات، آرزوؤں، اُمنگوں اور تمنّاؤں کے ساتھ وابستہ کر دیا کہ ہر عورت میں ماں بننے کی خواہش اور قدرتی طلب ہے اور ہر ماں پرورش اولاد کیلئے مجنونانہ خود فراموشی رکھتی ہے۔

اسکے علاوہ نوع انسانی کے مابین "اجتماعیت" کا جذبہ رحمت کا تقاضہ ہے۔ قدرت پر غور کرو کہ کس طرح نوع انسانی کے منتشر افراد جن کے مابین بیگانگی تھی اُن کو اجتماعی بندھنوں میں باہم مربوط کر دیا گیا اور کس طرح صِلہ رَحمی کے رشتے نے ہر فرد کو سینکڑوں اور ہزاروں افراد کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ فرض کرو کہ زندگی، معیشت اور بقاء وجود کا نظم اِن تمام مؤثّرات (اثرات) اور محرّکات سے خالی ہوتا تو کیا ہوتا!

قرآن کہتا ہے کہ خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ کائنات میں رحمت الٰہی کارفرما ہے اور رحمت کا تقاضہ ہے کہ مشقتوں، محنتوں اور زحمتوں کو خوشگوار بنادے اور اسطرح زندگی کیلئے تسکین و راحت کا سامان کردے۔ یہ رحمت ہی ہے جسکی وجہ سے رنج میں راحت، اَلَم میں لذّت سختیوں میں دل پذیری کی کیفیت پیدا کر دی گئی ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔

علم الحیاتیات(Biology) کے بعض حقائق

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾ [الأنبياء: ٣٠] اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

We made every living thing of water, will they not then believe?

تشریح۔ ہماری دنیا میں ہر جاندار چیز سب سے زیادہ جس چیز سے مرکب ہوتی ہے وہ پانی ہے۔ پانی نہ ہو تو زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ اب تک کے سائنسی دریافت کے مطابق یہ پانی ہماری زمین کے سوا کہیں اور موجود نہیں ہے۔ وسیع کائنات میں استثنائی (Exclusively) طور پر صرف ایک مقام پر پانی کا پایا جانا واضح طور پر "خصوصی تخلیق" کا پتہ دیتا ہے۔

کیسی عجیب بات ہے کہ ایسی کُھلی نشانیوں کے باوجود آدمی خدا کو نہیں مانتا۔

﴿وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم﴾ [انعام: ۳۸]

And there is no creature on [or within] the earth or bird that flies with its wings except [that they are] communities like you.

اور زمین پر جو چلنے پھرنے والے جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو، یہ سب تمہاری ہی طرح جماعتیں ہیں۔

تشریح:- تمام زندہ مخلوقات سے اللہ کو وہی کچھ مطلوب ہے جو تم سے مطلوب ہے اور ہر ایک سے جو کچھ مطلوب ہے وہ خدا نے اُس کے لئے لکھ دیا ہے۔ انسان کو شرعی طور پر اور دیگر مخلوقات کو جِبِلّی طور پر، چڑیوں اور جانوروں جیسی مخلوقات، خدا کے لکھے پر پورا پورا عمل کر رہی ہیں مگر انسان خدا کے لکھے کو ماننے کیلئے تیار نہیں، بقیہ تمام مخلوق جو دین اختیار کئے ہوئے ہیں انسان کیلئے اِسکے سِوا کوئی دین اختیار کرنے کا جواز کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جن کو عمل کرنا ہے وہ نشانی کا مطالبہ کئے بغیر عمل کر رہے ہیں اور جن کو عمل کرنا نہیں ہے وہ نشانیوں

کے ہجوم میں رہ کر نشانیاں مانگ رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام یہی ہے کہ قیامت میں سب کو جمع کر کے دکھایا جائے کہ ہر قسم کے حیوانات کسطرح حقیقت پسندی کا طریقہ اختیار کر کے خدا کے راستہ پر چل رہے تھے یہ صرف انسان تھا جو اس سے انحراف کرتا رہا۔

جانوروں کی دنیا مکمل طور پر مطابق فطرت دنیا ہے۔ اِن کے یہاں رزق کی تلاش ہے، مگر لوٹ اور ظلم نہیں، اِن کے یہاں ضرورت ہے مگر حرص اور خود غرضی نہیں، اِن کے یہاں باہمی تعلقات ہیں مگر ایک دوسرے کی کاٹ نہیں، اِن کے یہاں اونچ نیچ ہے مگر حسد اور غرور نہیں، ان کے یہاں ایک کو دوسرے سے تکلیف پہنچتی ہے مگر بغض و عداوت نہیں، اِن کے یہاں کام ہو رہے ہیں مگر کریڈٹ (Credit) لینے کا شوق نہیں۔

مگر اِنسان سرکشی کرتا ہے، وہ خدائی نقشہ کا پابند بننے کیلئے تیار نہیں ہوتا، انسان سے جس چیز کا مطالبہ ہے وہ ٹھیک وہی ہے جس پر دوسرے حیوانات قائم ہیں۔ حیوانات کی صورت میں چلتی پھرتی نشانیاں کیا آدمی کے سبق کیلئے کافی نہیں ہیں، جو خدائی طریق عمل کا زندہ نمونہ پیش کر رہی ہے اور اسطرح پیغمبر کی تعلیمات کے برحق ہونے کی عملی تصدیق کرتی ہیں۔

آیت مذکورہ میں زمین پر رہنے والے ہر قسم کے جانوروں اور پرندوں کی بہت سے معاملات میں ہم آہنگی اور یکسانیت کی طرف اشارہ کیا ہے اب یہ کام سائنس دانوں کا ہے کہ وہ اس ہم آہنگی یعنی (Harmonious concordant) اور یکسانیت کی حدود کی تحقیق کریں۔

اس سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ جانور اور پرندے بھی اپنی تخلیق میں بہت سے پہلوؤں سے انسانوں سے مشابہ ہیں، جیسے ان کی کیمیاوی ترکیب، خلیات کی ساخت، فزیا لوجی (Physiology) اور بیو کیمسٹری (Bio Chemistry)، ان کے عادات و اطوار یعنی (Behaviour and Nature) وغیرہ میں، یہاں تک کہ ان کے مادہ تخلیق میں بھی بڑی حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی ایسی مشابہت اور یک رنگی کے بے شمار پہلو میں جن تک مزید غور و فکر سے رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

Physiology science dealing with functions of body organs

Bio chemistry- Chemistry of living organism

جیسے غذا کا مختلف اجزاء میں تبدیل ہو جانا، جیسے کچھ حصّہ خون بن جانا اور کچھ حصّہ دودھ اور کچھ حصّہ فُضلے کے طور پر خارج ہو جانا وغیرہ۔ بایو کیمسٹری (Bio chemistry) کے خاص شعبے Metabolism & Nutrition کے میدان ہیں۔

علم الأدوية PHARMACOLOGY-

علم الاَدوِیّہ کے بعض اہم نکات، جن کا سُراغ (دریافت) ہمکو سورہ نحل آیت ٦٩ میں ملتا ہے

﴿ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾

[النحل: ٦٩]

اور ہر قسم کے میوے کھا اور اپنے پروردگار کے صاف رستوں پر چلی جا۔اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جسکے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس میں لوگوں کے کئی امراض کی شفا ہے بیشک سوچنے والوں کیلیئے اس میں نشانی ہے

Then eat from all the fruits and follow the ways of your Lord laid down [for you]." There emerges from their bellies a drink, varying in colors, in which there is healing for people. Indeed in that is a sign for a people who give thought.

اِس آیت میں شہد کی مکھی کے جسم سے خارج ہونے والے مشروب یعنی شہد کے ذکر میں خاص طور پر اُسکے جسم اور اُسکی شفا بخشی کی قوت کو اُبھارا گیا ہے، جو ماہر ادویہ کیلیئے ممکنہ دواؤں Potential Drugs کے سلسلے میں مختلف عوامل کے اثرات کی تحقیق و تفتیش کیلیئے تحریک ہے۔

جہاں تک شہد کی شفا بخشی کا سوال ہے گذشتہ ۱۴ سو سال کے دورانِ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ شہد بے شمار امراض کیلیئے نہایت مفید دوا کا حکم رکھتا ہے۔

اسطرح شہد کے کیمیائی تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وہ تمام وٹامن اور شکریں پائی جاتی ہے جو جسمانی صحت کیلیئے ضروری ہیں،اِس میں کیلیشیم، میگنیشیم، سوڈیم، کلورین، پوٹاشیم، فاسفورس، میگنیز، سلور، تانبہ، تیزابی مادے ہوتے ہیں اور مذکورہ چیزیں شہد میں انتہائی مناسب مقدر میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ وٹامن بی ۲، وٹامن سی اور وٹامن بھی پائے جاتے ہیں۔ شہد میں حرارے (calories) ۸۰ ہوتے ہیں۔

شہد استعمال کرنے کے بعد ۲۰ منٹ کے اندر اِسکے پورے اجزاء ہمارے خون میں شامل ہو کر ہمیں فوری اور مکمل توانائی فراہم کرتے ہیں ۔ شہد کی افادیت کا ذکر قرآن میں ۱۴۴۶ سال قبل کیا جا چکا ہے۔ شہد طاقت کا سر چشمہ ہے جو کاربو ہائیڈریٹ، وٹامن اور Mineral Enzyme کا خزانہ ہے جو بہت آسانی سے ہضم ہوتا ہے۔اس کا استعمال بچے، بوڑھے، کمزور، ہر موسم میں بہ آسانی استعمال کر سکتے ہیں۔

دل کی بیماری کیلئے یہ مفید ہے، روزانہ کے استعمال سے دل کی بیماریوں کا خطرہ کم رہتا ہے ۔ خون کی کمی، پھیپھڑوں کی بیماری ، کھانسی و غیر کیلئے اور کئ بیماریوں کیلئے مفید ہے۔ جِلدی بیماریوں میں بیرونی استعمال سے فائدہ مند ہے ، پرانے زخموں پر لگانے سے زخم ٹھیک ہوتا ہے، ذہنی تناؤ میں یہ فائدہ مند ہے۔ اسطرح شہد، کئی بیماریوں کیلئے مفید ہے۔

شہد کا زیر و گل Bee pollen
شہد کا موم Beeproplis
ملکہ مکھی کا شہد Royal Jelly

عام مکھیوں کی عمر ٦ ماہ ہوتی ہے جبکہ ملکہ مکھی کی عمر ۵-۸ سال ہوتی ہے۔ شہد کی مکھی کے ایک چھتہ میں ۴۰ ہزار سے زیادہ یا ۵۰ ہزار تک مکھیاں ہوتی ہیں۔

<u>شہد کی تیاری</u> : یہ ایک بے حد محنت طلب کام ہے ، بہت سی مکھیاں لگاتار رات دن کام کرتے ہیں، اِسکی وجہ یہ ہے کہ ایک پھول کے اندر رس کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے،اسلئے بے شمار پھولوں کا رس جمع کرنا پڑتا ہے۔ ایک مکھی کی عمر چند ماہ

سے زیادہ نہیں ہوتی۔ایک بوند شہد تیار کرنیکے لئے شہد کی مکھیوں کو مجموعی طور پر ۳ لاکھ میل کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ایک مکھی نہ اتنا سفر کر سکتی ہے اور نہ اسقدر شہد لا سکتی ہے اسلیئے اللہ تعالیٰ نے اس کی تیاری میں ۴۰ ہزار سے ۵۰ ہزار تقریباً مکھیوں کو لگا دیتا ہے۔اور مل کر کام کرنیکے لئے کچھ صفات کی ضرورت ہے۔اتحاد ،صبر، محنت کا جذبہ وغیرہ۔اتحاد، اجتماعی ہم آہنگی، کوشش کی مقدار کو ہزار گنا زیادہ کر دیتا ہے۔ شہد کی مکھیاں جو پھولوں کا رس جمع کرتی ہیں وہ سب کا سب شہد نہیں ہوتا اس کا صرف 1/3 حصّہ شہد بنتا ہے اور 2/3 حصّہ اسکے اندر پانی ہوتا ہے۔ ایک بوند شہد کیلیئے ۲۰ لاکھ پھولوں کا رس حاصل کرنا پڑتا ہے اور کئی لاکھ اڑانیں بھرتی ہیں۔

پھولوں کا رس جب مطلوب مقدار میں جمع ہو جاتا ہے تو اِسکے بعد شہد سازی کا عمل شروع ہوتا ہے۔ شہد اپنے ابتدائی مرحلے میں پانی کی طرح رقیق ہوتا ہے، شہد تیار کرنیوالی مکھیاں اپنے پروں کو پنکھے کی طرح استعمال کر کے فاضل پانی کو بھاپ کے مانند اڑا دیتی ہیں، جب پانی اُڑ جاتا ہے تو اِسکے بعد ایک میٹھا سیال باقی رہ جاتا ہے جسکو مکھیاں چوس لیتی ہیں۔ مکھیوں کے منہ میں ایسے غدود (glands) ہوتے ہیں جو اپنے عمل سے اس میٹھے سیال مادے کو شہد میں تبدیل کر دیتے ہیں۔اب مکھیاں اس تیار شہد کو چھتّے کے مخصوص طور پر بنے ہوئے سراخوں میں بھر کر اس کو" ڈبہّ بند غذا" کی طرح اہتمام کے ساتھ محفوظ کر دیتی ہیں تاکہ آئندہ وہ انسان کے کام آسکے۔۔

اسطرح کے بے شمار اہتمام ہیں جو شہد کی تیاری میں کئے جاتے ہیں، خدا ہر قسم کی قدرت کے باوجود شہد کو اسباب کے ایک حد درجہ کامل نظام کے تحت تیار کرتا ہے۔ تاکہ انسان کو سبق ملے اور وہ جانے کہ خدا نے دنیا کو کِس ڈھنگ پر بنایا ہے اور کن قوانین اور آداب کی پیروی کر کے خدا کی اِس دنیا میں انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ ایک منصوبہ بند عمل کے ذریعے اپنے مقصد تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

منظّم اور منصوبہ بند عمل ہی اِس دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ شہد کی مکھی ہی کے لئے نہیں بلکہ انسان کیلئے بھی ہے۔

فلکیات اور طبعیات (ASTRONOMY& PHYSICS)

﴿لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ [یس: ۴۰] نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے۔ اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

It is not for the Sun to overlake the moon nor does the night outstrip the day. They float each in an arbit

تشریح:- یہ آیت سائنس کے ایک طالبعلم کیلیئے تحقیقات کے مختلف پہلو فراہم کرتا ہے۔ مثلاً

(۱) سورج اور چاند کے درمیان وہ کون سی منفی طاقتیں ہیں جو اِن دونوں کو باہم ٹکرانے سے باز رکھے ہوئے ہیں۔

(۲) زمین کی گردش کا وہ کیا قانون ہے جسکی بدولت رات اور دن کا وجود ہے اور خصوصاً رات اور دن کے اوقات کی ایک خاص پابندی قائم ہے۔

(۳) گردش اور مدار کا کیا تعلق باقی ہے۔

(۴) اجرام فلکی کی گردش کو پورے طریقے پر کیونکر سمجھا جاتا ہے یا سمجھا جا سکتا ہے۔

ان سوالات میں سے اکثر کے جوابات سائنس نے فراہم کر دیے ہیں، مگر قرآن کا اعجاز دیکھئے کہ آج سے ۱۴سو سال پہلے اِس نے اِن حقائق کی طرف انسانوں کی توجہ کرادی تھی، اِسی سلسلے کی دوسری آیت

﴿اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ----﴾ [الرعد: ۲]

اللہ کی ذات وہ ہے جس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں پر قائم کیا ہے جو تمکو نظر نہیں آتے۔

Allah it is who raised up the heavens without visible support

﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ ----﴾ [فصلت: ۱۱]

پھر اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جبکہ وہ دھواں تھا۔

Then turned he to the heaven when it was smoke.

مندرجہ بالا آیت میں آسمانوں (universe) کے مادہ تخلیق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کائنات کی موجودہ شکل سے پہلے کائناتی اجزاء کی ہیئت محض دھویں کی سی تھی۔ موجودہ سائنسی نظریات میں سب سے زیادہ قابل قبول یہی نظریہ ہے جس میں کہکشانوں Galaxies کی تخلیق اور ارتقاء سے پہلے کی ہیئت کو آج بھی pregalaxial smoke کے نام سے معلوم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ نظریہ بیسویں صدی کے سائنس دانوں نے اپنے مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ مگر یہ حقیقت حیران کن ہے کہ قرآن نے یہ بات آج سے ہم ۱۴سو سال قبل پیش کر دی تھی۔ جس سے قرآن کے مُنَزَّل مِنَ اللہ ہونے کا ایک اہم ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ اِسکے ساتھ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ تخلیق سماء کا یہی قرآنی نظریہ تھا، جو ماضی میں مسلم مفکروں کے ذریعے یوروپ کے محققین تک پہنچا۔ جسکو مزید ترقی دیکر آج کے سائنس داں اسکو باقاعدہ ایک سائنسی نظریے کی شکل دے چکے ہیں۔

یہ دُخان کیا تھا ؟ ۔ اس دھویں سے مراد ہائیڈ روجن گیاس ہے ؟ یا الکٹرون ، پروٹان، نیوٹران (Electron , Proton , Neutron) وغیرہ، یا ہائیڈروجن سے بڑے عناصر کے ذرات خلاء میں پھیلے ہوئے تھے ؟

سائنس دانوں کو آج بھی طاقتور دوربینوں کے ذریعے خلاء کے کناروں پر دھواں جیسا محسوس ہوتا ہے جسکے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اب بھی بہت سے کہکشانوں کا عمل تخلیق جاری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس دھویں کا تجزیہ کر

کے بہت سی سائنسی الجھن کو سلجھایا جا سکتا ہے۔ قرآن کی آیت ذیل بھی اِس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ---﴾ [الطَّلَاقِ: ۱۱]

خدا ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ویسی ہی زمینیں۔

Allah it is who has created seven heavens and of the Earth

the like thereof

پھر زندگی صرف ہماری زمین پر ہی نہیں پائی جاتی بلکہ دوسرے اجرام فلکی پر بھی جاندار مخلوقات، موجود ہیں۔

ایک وقت تھا جب یہ زمین و آسمان موجود نہیں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو اس شکل میں پیدا کرنے کا فیصلہ کیا اور چھ دنوں میں یہ کام مکمل ہو گیا۔ اس سارے عمل تخلیق کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے مختصراً اس طرح بیان فرمائی:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا -----﴾

[الانبیائ: ۳۰] کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا۔

اس سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ابتدائی طور پر پوری کائنات ایک تودے (Mass) کی شکل میں تھی۔ بعد میں اس کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے زمین، آسمان اور دوسرے اجرامِ فلکی، کہکشائیں جدا جدا دنیاؤں کی شکل میں بنا دی گئیں۔ سائنس دانوں نے بہت غور کے بعد یہ نظریہ پیش کیا کہ کائنات اپنی اس موجودہ صورت میں تخلیق پانے سے پہلے مادے کے ایک بہت وسیع و عریض

تودے کی شکل میں تھی پھر ایک عظیم دھماکا (Big Bang) وقوع پذیر ہوا، اور اس تودے سے یہ زمین و آسمان، اور تمام اجرامِ فلکی اور کہکشائیں وجود میں آئیں اور ہر ستارہ و سیارہ بکھر کر اپنی اپنی جگہ پہنچ گیا اور سب اپنے اپنے مخصوص مداروں میں گردش کرنے لگے۔

Big Bang تھیوری پر بحث کرتے ہوئے ایک سائنس دان مزید لکھتا ہے:
"اس تھیوری پر کوئی بھی بحث اس وقت تک نامکمل رہے گی جب تک یہ نہ پوچھا جائے کہ پھر خدا کے متعلق کیا تصور ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ Cosmogony یعنی کائنات کی تخلیق کی ابتدا کا علم ایک ایسا موضوع ہے جہاں سائنس اور دین کا علم آپس میں ملتے نظر آتے ہیں۔ تخلیق ایک مافوق الفطری (Super Natural) عمل تھا جو عام معمولات سے ہٹ کر وقوع پذیر ہوا۔ اس حقیقت سے خود بخود یہ سوال جنم لیتا ہے کہ کیا اس کائنات کے باہر کوئی ایسی عظیم تخلیق کار قوت موجود ہے جو اس کائنات کی تخلیق کے آغاز کا سبب بنی... کیا وہی خدا ہے؟"

کائنات وسعت پذیر ہے

کائنات کی تخلیق کے بارے میں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر توجہ دلائی گئی اور یہ بات خاص طور سے کہی گئی کہ اس کا خالق صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ لیکن سورۃ الذاریات میں یہ بات ایک مختلف انداز سے یوں فرمائی گئی:

﴿وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ۝ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ۝﴾ [ذاریات: ٤٧، ٤٨]

"آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور ہم اس کو وسعت دے رہے ہیں اور زمین کو ہم نے بچھایا ہے اور ہم بڑے اچھے ہموار کرنے والے ہیں"۔ قرآن میں جہاں زمین اور آسمان کا ذکر آتا ہے اس سے مراد پوری کائنات ہوتی ہے۔ مذکورہ آیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات خود اپنی قوت اور زور سے پیدا کی ہے اور اِس میں کسی اور کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ لیکن پہلی آیت میں جو لفظ "مُوسِعُونَ" استعمال ہوا ہے، یہ ایک نئی بات ہے جو یہاں کہی گئی ہے۔

موسع کے معنی طاقت اور قدرت رکھنے والے کے بھی ہو سکتے ہیں اور وسیع کرنے والے کے بھی۔ پہلے معنی کے لحاظ سے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ آسمان ہم نے کسی کی مدد سے نہیں بلکہ اپنے زور سے بنایا ہے اور اس کی تخلیق ہماری مقدرت سے باہر نہ تھی۔ پھر یہ تصور تم لوگوں کے دماغ میں آخر کیسے آگیا کہ ہم تمھیں دوبارہ پیدا نہ کر سکیں گے؟ دوسرے معنی کے لحاظ سے مطلب یہ ہے کہ اس عظیم کائنات کو ہم بس ایک دفعہ بنا کر نہیں رہ گئے ہیں بلکہ اس میں مسلسل توسیع کر رہے ہیں اور ہر آن اس میں ہماری تخلیق کے نئے نئے کرشمے رونما ہو رہے ہیں۔ ایسی زبردست خلاق ہستی کو آخر تم نے اعادۂ خلق سے عاجز کیوں سمجھ رکھا ہے؟"

قدیم زمانے کے مفسرین نے موسع کا مطلب طاقت اور مقدرت رکھنے والا ہی لیا ہے۔ علوم فلکیات کے ماہرین نے یہ بات دریافت کی ہے کہ یہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے اور پھیلاؤ (Expansion) کا یہ عمل کائنات کی تخلیق کے ساتھ

ہی شروع ہو گیا تھا۔ اِس بارے میں اِس وقت سائنسی معلومات کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے:

''تاروں بھری رات میں آسمان پر نظر ڈالیں تو کائنات کی ایک پر سکون اور ساکت تصویر سامنے آتی ہے۔ لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہے۔ ۱۹۲۹ء میں Edwin Hubble کی یہ انقلاب انگیز دریافت لوگوں کے لیے حیرانی کا باعث بنی کہ اصل میں کائنات انتہائی تیز رفتاری سے پھیل رہی ہے۔ Hubble کے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ آسمان پر نظر آنے والے Milky Way (شارع ابیض) سے باہر جو کہکشائیں ہیں وہ تیزی سے ہم سے دور ہوتی جا رہی ہیں اور ان کی دور ہونے کی رفتار ہماری زمین سے ان کے فاصلے کے تناسب سے ہے۔ یعنی جو کہکشاں ہم سے جتنی دور ہے اتنی ہی زیادہ تیز رفتاری سے وہ ہم سے مزید دور ہوتی جا رہی ہے۔ اس مشاہدے سے اس نے فوراً یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کائنات کی تاریخ میں ضرور ایک دور ایسا تھا جب پوری کائنات ایک نقطے پر مجتمع تھی اور پھر ایک ایسا لمحہ آیا کہ کائنات کی تخلیق اسی نقطے کے پھیلاؤ (Big Bang) سے وقوع پذیر ہوئی اور وہی پھیلاؤ اب تک جاری ہے''۔

اس تحقیق کا ایک مقصد یہ معلوم کرنا بھی ہے کہ کیا کائنات ہمیشہ پھیلتی رہے گی یا ایک دن یہ توسیع رک جائے گی اور پھر الٹا عمل شروع ہو گا اور سب کچھ منہدم (Collapse) ہو جائے گا (یعنی قیامت آجائے گی)۔

۱۹۹۶ء میں ایک اور مشاہدہ سائنس دانوں کی حیرت کا باعث بنا اس سے پہلے ہمیشہ یہی سمجھا جاتا رہا کہ کیونکہ مادہ کشش ثقل کا باعث بنتا ہے اور یہ کشش اجسام کو

اپنی جانب کھینچتی ہے اس لیے کائنات کی توسیع کی رفتار بتدریج کم ہونے کی توقع کی جاتی تھی۔ لیکن انتہائی دور دراز کہکشاؤں کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ یہ رفتار بتدریج بڑھ رہی ہے ۔ کوئی ایسی قوت ہے جو نہ تو مادے کی طرح ہے اور نہ ہی عام توانائی جیسی، جو ان دور دراز کہکشاؤں کو مزید تیز رفتاری سے کائنات کے مرکز سے دور کرتی جا رہی ہے۔ اسے سائنس دانوں نے "تاریک توانائی (Dark Energy) "کا نام دیا ہے۔اس لیے نہیں کہ یہ تاریک ہے بلکہ صرف اس لیے کہ یہ انسان کی سمجھ سے باہر کوئی قوت ہے جس پر انسانی عقل کوئی روشنی نہیں ڈال سکتی۔ (اسی کی خبر انالموسعون میں دی گئی ہے)۔

زمین کو جاندار مخلوق کے لیے وضع (Design) کیا گیا۔

ہماری زمین ایک نظام شمسی کا حصہ ہے جس میں ایک سورج کے گرد ہماری زمین سمیت دس اجرامِ فلکی اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں اور یہ نظام شمسی ایک وسیع کہکشاں کے ایک کونے میں پڑا ہوا ہے جس میں اس جیسے اربوں نظام شمسی موجود ہیں اور ایسی اربوں کھربوں کہکشائیں مل کر Milky Way (فلکیات) بنا ہے۔ لیکن اس Milky Way سے باہر بھی کہکشائیں موجود ہیں۔ اس طرح اس کائنات میں موجود اجرامِ فلکی جو ہمیں ستاروں اور سیاروں کی شکل میں نظر آتے ہیں کی تعداد لامحدود (Infinite) ہے۔ ہماری زمین کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس پر ایسے موسمی حالات اور اسباب موجود ہیں کہ یہاں جاندار مخلوق زندہ رہ سکتی ہے اور نشوونما پا سکتی ہے۔

﴿وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ﴾ [الرحمن: ١٠]

”زمین کو ہم نے زندہ مخلوقات کے لیے وضع (Design) کیا“۔

قیامت کی خبر

قرآن میں بہت سے مقامات پر قیامت کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کائنات جس میں ہم ہیں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔ ایک دن یہ سارا نظام لپیٹ دیا جائے گا، یہ زمین، سورج، چاند، ستارے آسمان سب درہم برہم ہو جائیں گے اور اس کے بعد ایک نئی کائنات تخلیق کی جائے گی جو اس موجودہ کائنات سے مختلف ہوگی۔ اس کی خبر قرآن میں اس طرح دی گئی ہے۔

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

[إبراهيم: ۴۸] (جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی آسمان بھی بدل دی جائے گی اور سب اللہ واحد القہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے)۔

جدید علم کائنات (Cosmology) کے مطابق کائنات کی تخلیق جو Big Bang سے شروع ہوئی، اس کے بعد سے یہ کائنات مسلسل وسعت پذیر ہے لیکن وسعت کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری نہیں رہے گا اور اس کا انجام Big Crunch کی صورت میں ظاہر ہوگا، جب سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا اور یہ واقعہ بغیر کسی پیشگی انتباہ (Warning) کے پیش آئے گا۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الأعراف: ١٨٧]

”یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہو گی؟ کہو! اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے، اسے اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا، آسمانوں اور زمین پر وہ بڑا سخت وقت ہو گا اور وہ تم پر اچانک آ جائے گا“۔ کائنات کی دوبارہ تخلیق کے بارے میں علم کائنات کے سائنس دانوں کا نظریہ وہی ہے جو اوپر سورہ ابراہیم کی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے خیال میں Big Crunch کے بعد Big Bang کی طرح کا ایک اور واقعہ رونما ہو گا جس کے نتیجے میں نئی کائنات وجود میں آئے گی، نئی زمین ہو گی نئے آسمان ہوں گے۔

The Big Crunch is a hypothetical scenario for the ultimate fate of the universe, in which the expansion of the universe eventually reverses and the universe recollapses, ultimately causing the cosmic scale factor to reach zero, an event potentially followed by a reformation of the universe starting with another Big Bang.

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف وجملہ معاونین و اہل وعیال کو اجر کثیر سے نوازے اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔

مؤلف

الحاج قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔کام (عثمانیہ)

ڈی۔یف۔ی۔ ناگپور کالج

" مولف کتاب "اصلاحی تحفہ" خادم تدریس القرآن باہتمام

باہتمام

صاحبزادہ محمد طاہر علی